رجسٹرڈ ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

الفضل

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام منیجر ہو

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۷ | ۲۶ اگست سنہ ۱۹۱۹ء | سہ شنبہ | مطابق ۲۸ ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۷ھ | نمبر ۱۷

مدینۃ المسیح

موسم بہت خوشگوار ہے۔ دوسرے تیسرے روز بارش ہو جاتی ہے۔ خدا کے فضل سے اسوقت تک کسی موسمی عارضہ کی کوئی شکایت نہیں ؎

۲۱ اگست کو ایک نوجوان مسیحی صاحب سے اول مختلف مسائل پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے گفتگو فرمائی۔ اور پھر ان کی درخواست پر صداقت اسلام کے متعلق ایک شاندار تقریر کی

خطبہ جمعہ (۲۲ اگست کو) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھا۔ اور اپنی جماعت کو نصیحت فرمائی کہ خدا تعالیٰ نے آپ لوگوں کو حضرت مسیح موعود کے ذریعہ جو درجہ اور رتبہ عطا فرمایا ہے اسکی حفاظت کا خاص طور پر خیال رکھو تا ایسا نہ ہو کہ تمہاری کمزوریوں اور سستیوں کیوجہ سے پہلی قوموں کیطرح تم سے

اَلْمَوْعِظَۃُ الْحَسَنَۃ

اخلاق نیکیوں کی کلید ہے

یاد رکھو کہ اخلاق کی درستی بہت ضروری چیز ہے۔ کیونکہ نیکیوں کی ماں اخلاق ہی ہے۔ خیر کا پہلا درجہ جہاں سے انسان قوت پاتا ہے۔ اخلاق ہے۔ دو لفظ ہیں۔ ایک خَلق دوسرا خُلق۔ خَلق ظاہری پیدائش کا نام ہے۔ اور خُلق باطنی پیدائش کا۔ جیسے ظاہر میں کوئی خوبصورت ہوتا ہے۔ اور کوئی بہت ہی بدصورت۔ اسی طرح پر کوئی اندرونی پیدائش میں نہایت حسین اور دلربا ہوتا ہے اور کوئی اندر سے مجذوم اور مبروص کی طرح مکروہ۔ لیکن ظاہری صورت چونکہ نظر آتی ہے۔ اس لئے ہر شخص دیکھتے ہی پہچان لیتا ہے۔ اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے اور نہیں چاہتا کہ بدصورت اور بدوضع ہو۔ مگر چونکہ اس کو دیکھتا ہے۔ اس لئے اس کو پسند کرتا ہے۔ اور خُلق کو چونکہ دیکھا نہیں۔ اس لئے اس کی خوبی سے ناآشنا ہو کر اس کو نہیں چاہتا۔ ایک اندھے کے لئے خوبصورتی اور بدصورتی دونوں ایک ہی ہیں۔ اسی طرح پر وہ انسان جس کی نظر اندر تک نہیں پہونچتی اس

اندھے کی ہی مانند ہے
خلق تو ایک بدیہی بات ہے مگر خلق ایک نظری مسئلہ ہے اگر اخلاقی بدیاں اور ان کی لعنت معلوم ہو تو حقیقت کھلے

غرض اخلاقی خوبصورتی ایک ایسی خوبصورتی ہے جس کو حقیقی خوبصورتی کہنا چاہیئے بہت تھوڑے ہیں جو اس کو پہچانتے ہیں۔ اخلاق نیکیوں کی کلید ہے جیسے باغ کے دروازہ پر قفل ہو دور سے پھل پھول نظر آتے ہیں مگر اندر نہیں جا سکتے۔ لیکن اگر قفل کھول دیا جائے تو اندر جا کر پوری حقیقت معلوم ہوتی ہے اور دل و دماغ میں ایک سرور اور تازگی آتی ہے۔ اخلاق کا حاصل کرنا گویا اس قفل کو کھول کے اندر داخل ہونا ہے۔

کسی کو اخلاق کی کوئی قوت نہیں دی گئی مگر اس کو بہت سی نیکیوں کی توفیق ملی۔

ترک اخلاق ہی بدی اور گناہ ہے۔ ایک شخص جو مثلاً زنا کرتا ہے اس کو خبر نہیں کہ اس عورت کے خاوند کو کس قدر صدمہ عظیم پہنچتا ہے اگر پاس تکلیف اور صدمہ کو محسوس کر سکتا اور اس کو اخلاقی حصہ حاصل ہوتا تو ایسے فعل شنیع کا مرتکب نہ ہوتا۔ اگر ایسے بدکار انسان کو یہ معلوم ہو جاتا کہ اس فعل بد کے ارتکاب سے نوع انسان کے لئے کیسے کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں تو ہٹ جاتا ایک شخص جو چوری کرتا ہے کم بخت ظالم اتنا بھی نہیں کرتا کہ رات کے کھانے کے واسطے ہی چھوڑ جائے اکثر دیکھا گیا ہے کہ ایک غریب کی کئی سالوں کی محنت کو ملیا میٹ کر دیتا ہے اور جو کچھ گھر میں پاتا ہے سب کا سب لے جاتا ہے۔ ایسی قبیح بدی کی اصل جڑ کیا ہے؟ اخلاقی قوت کا نہ ہونا۔ اگر رحم ہوتا اور وہ یہ سمجھ سکتا کہ بچے بھوک سے بلبلائیں گے جن کی چیخوں سے دشمن کا بھی کلیجہ لرزتا ہے اور معلوم کرے کہ رات سے بچے بھوکے ہیں اور کھانے کو ایک سوکھا ٹکڑا بھی نہیں ملا تو پتہ پانی ہو جاتا ہے اب اگر ان حالتوں کو محسوس کرتا اور اخلاقی حالت سے اندھا نہ ہوتا تو کیوں چوری کرتا۔ آئے دن اخبارات میں دردناک موتوں کی خبریں پڑھنے میں آتی ہیں کہ فلاں بچہ زیور کے لالچ سے مارا گیا فلاں جگہ کسی عورت کو قتل کر ڈالا۔ میں خود ایک مرتبہ اسیسر ہو کر گیا تھا۔ ایک شخص نے ۱۲ یا ۱۴ روپیہ میں ایک بچہ کا خون کیا تھا اب سوچ کر دیکھو کہ اگر اخلاقی حالت درست ہو تو ایسی مصیبتیں کیوں آئیں؟

(الحکم ۹ - جولائی سنہ ۱۹۰۰ء) مسیح موعود علیہ السلام

اخبار احمدیہ

فوجی خدمات کے صلہ میں

ہمارے آنریری مبلغ جناب بابو عبد الکریم صاحب احمدی متعینہ مصر فوجی ملازم ہیں اور اپنے محکمہ میں ہیڈ کلرک کے عہدے پر فائز ہیں آپ اطلاع دیتے ہیں کہ گورنمنٹ نے فوجی خدمات احسن طور پر بجا لانے کے صلے میں "انڈین پریٹورس میڈل" عطا کیا ہے اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

عہدہ میں ترقی

مولوی محمد حسین صاحب بی۔ اے احمدی ڈپٹی انسپکٹر محمڈن اسکولز قسمت گورکھپور مقرر ہوئے ہیں مبارک ہو

ولادت

برادر محمد جان صاحب احمدی دھرم کوٹی کے ہاں ۱۹ - جولائی ۱۹۱۹ء کو بروز شنبہ دوسری لڑکی متولد ہوئی اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

درخواست دعا

برادر امام اللہ احمدی احمدی کوڈالی سے لکھتے ہیں کہ ایک احمدی جو کوڈالی سے بیس میل پرے کا رہنے والا ہے اور اس کا اور کوئی رشتہ دار نہیں ایک ماہ سے سخت بیمار ہے اور کنانور کے شفاخانہ میں زیر علاج۔ برادر حکیم غلام محمد صاحب احمدی سنگاپور کا لڑکا غلام احمد بیمار ہے اور بخار کے باعث اس کا ایک ہاتھ کمزور ہو گیا ہے۔ منشی غلام حیدر صاحب پٹواری تلونڈی ابوالی کا لڑکا بیمار ہے۔ ان سب کی صحت یابی کے لئے احباب دعا فرماویں خدا انکو شفا دے۔ آمین

ناجائز نکاح کے متعلق اعلان

میں عرصہ دراز سے احمدی ہوں۔ میرے والد فضل الدین صاحب اور دوسرے رشتہ دار غیر احمدی ہیں۔ بوجہ میرے احمدی ہونے کے میری اور رشتہ داروں کی باہم کشیدگی ہے۔ تین چار مہینہ کا عرصہ ہوتا ہے کہ میری بیوی کے رشتہ داروں نے۔ مجھ پر یہ زور ڈالنا شروع کیا کہ میں اپنی لڑکی مسماۃ بختاور نابالغہ عمر ۱۳ سالہ کا نکاح اپنی بیوی کی خالہ کے لڑکے مسمی فیروز دین ولد غلام حسین پیشہ تار کش ساکن لاہور موری دروازہ سے کرنے پر رضامند ہو جاؤں لیکن میں نے ہر بار انکار کیا اور کہا کہ میں احمدی ہوں غیر احمدیوں میں اپنی لڑکی کا نکاح مذہبی طور پر نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ہمارے امام کا حکم ہے کہ غیر احمدیوں کو لڑکی دینی ناجائز ہے۔ اسی ردوکد میں ۱۲ - ۱۳ - اگست جبکہ میرے سکونتی گھر کی مرمت ہو رہی تھی معلوم ہوا کہ لڑکی گھر میں نہیں ہے۔ بیوی سے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ بے پردگی کی وجہ سے لڑکی کو موضع بابو صابو میں اسکی پھوپی کے پاس بھیج دیا ہے۔ میں نے کہا اچھا۔ اسکے دو تین روز بعد میرے والد صاحب جو بوجہ غیر احمدی ہونے کے دوسرے رشتہ داروں کے ملے ہوئے تھے وہ بھی اس گاؤں میں چلے گئے جب جانے لگے تو میں نے دریافت کیا کہ آپ کیوں جاتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ لڑکی کو ملنے جاتا ہوں اسکے بعد مجھے مورخہ ۲۱ - اگست کی صبح کو اطلاع ملی کہ ۲۰ و ۲۱ - اگست کی درمیانی شب کو والد صاحب سے ملکر میری بیوی کے رشتہ داروں نے میری لڑکی کا نکاح فیروز دین سے کر دیا ہے۔ چونکہ یہ نکاح سازش سے ہوا ہے اور میری اجازت اور مرضی کے خلاف ہوا ہے جو شرعاً ناجائز ہے۔ اسلئے میں بحیثیت ولی شرعی اس تحریر کے ذریعہ اعلان کرتا ہوں کہ جو نکاح قریباً موضع "بابو صابو" میں میری لڑکی کا پڑھا گیا ہے وہ میری اجازت سے نہیں پڑھا گیا اور میری بےخبری میں دھوکا سے لاہور سے باہر دوسرے موضع میں پڑھا گیا ہے۔ جو کسی طرح جائز نہیں ہے۔

المعلن (والد دختر) معراج الدین احمدی پہلوان ولد فضل الدین غیر احمدی بھاٹی دروازہ - محلہ پٹرنگاں - لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۶ - اگست ۱۹۱۹ء

احمدیوں کا مساجد میں داخلہ

اور اسکے خلاف فضول عذرات

۱۲ر شوال ۱۳۳۷ھ کے پرچہ اہلحدیث میں مولوی ثناءاللہ صاحب نے لکھا تھا کہ غیر مذاہب کے لوگوں کا مساجد میں داخل ہونا جائز ہے۔ اور نہ صرف داخل ہونا ہی جائز ہے۔" بلکہ اسلام تو ایسا وسیع الحوصلہ مذہب ہے۔ کہ غیر مسلموں کو اپنی مساجد میں اپنے طریق پر نماز پڑھنے کی بھی اجازت دیتا ہے۔ چنانچہ نجران کے عیسائیوں کو مسجد نبوی میں اپنی عبادت ادا کرنے کی اجازت خود حضور علیہ السلام نے بخشی اور انہوں نے اپنے طریق پر پڑھی (معالم التنزیل وغیرہ) حالانکہ یہ لوگ مذہبی مناظرہ کرنے آئے تھے۔"

ایڈیٹر صاحب اہلحدیث کے اس بیان پر الفضل ۲۶ر جولائی ۱۹۱۹ء میں لکھا گیا تھا کہ جب آپ لوگ تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام نے غیر مذاہب کے لوگوں کو بھی مساجد میں اپنے طریق پر عبادت کرنے کی اجازت دے رکھی ہے تو پھر ہم احمدیوں کو کیوں آپ لوگ مساجد میں داخل ہو کر عبادت کرنے سے منع کرتے اور روز مقدمات کھڑے کرتے رہتے ہیں۔ اس کے جواب میں مولوی ثناءاللہ صاحب تو بالکل خاموش ہو گئے ہیں۔ اور امید نہیں کہ وہ کوئی معقول جواب دے سکیں۔ مگر اخبار اہل سنت والجماعت امرتسر کے "ایڈیٹر و مالک حکیم حافظ مولوی ابو تراب محمد عبدالحق خادم اسلام" نے اپنے اخبار مجریہ ۱۱۔ اگست ۱۹۱۹ء کے صفحہ ۱ پر باوجود یہ لکھنے کے کہ "مساجد میں کسی کو عبادت سے روکنا منع ہے۔" احمدیوں کے مسجدوں میں عبادت کرنے کے متعلق اپنی طرف سے ایسی شرطیں لگا دی ہیں کہ جن کی وجہ سے کوئی احمدی ان کی مقبوضہ مساجد میں نماز پڑھ ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"اگر کوئی مرزائی (احمدی) اہلسنت کی مساجد میں نماز کے لئے آوے۔ اور مرزا صاحب کے خیالات کی اشاعت مسجد میں نہ کرے۔ اور امام سنی المذہب کے پیچھے نماز پڑھے تو شرعاً کوئی ممانعت و رد کاوٹ نہیں۔ مگر عموماً دیکھا جاتا ہے کہ مرزائی صاحبان مساجد اہلسنت و اہلحدیث میں جاتے ہیں تو ان کے ساتھ مجادلہ و مکابرہ شروع کر دیتے۔ جس سے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا جاتا ہے۔ اور مقدمہ تک نوبت پہونچتی ہے۔ الغرض ایڈیٹر صاحب الفضل کا اس معاملہ میں واویلا کرنا بے جا اور غلط ہے جب ان کا نبی جُدا۔ امام جُدا۔ کعبہ جُدا۔ تو پھر ان کو سُنیوں کی مساجد میں آنا اور فساد مچانا کیا حاصل ہے۔"

مذکورہ بالا عبارت میں احمدیوں کے مسجدوں میں نماز پڑھنے کے لئے پہلی شرط تو یہ لگائی گئی ہے کہ وہ اپنے مذہبی خیالات کی اشاعت مسجد میں نہ کریں اور دوسری یہ کہ امام سنی المذہب کے پیچھے نماز پڑھیں۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں۔ جن روایات کی بناء پر غیر مسلموں کو مساجد میں عبادت کرنے کی اجازت بتلائی جاتی ہے جب ان میں اس قسم کی کوئی شرط نہیں پائی جاتی تو پھر اپنی طرف سے ہمارے متعلق شرائط لگانے کا کسی کو کیا حق حاصل ہے۔ علاوہ ازیں جب تسلیم کیا جاتا ہے کہ وفد نجران کے عیسائیوں کو جو مناظرہ کے لئے یعنے اپنے خیالات کا اظہار کرنے کے لئے آئے تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں ان کے اپنے طریق پر نماز پڑھنے کی اجازت دی تھی نہ کہ انہیں یہ کہا گیا تھا کہ امام سنی المذہب کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہو۔ ورنہ نہیں تو اب یہ شرطیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے خلاف ہمارے متعلق کیوں پیش کی جاتی ہیں۔ کیا اس سے صاف ظاہر نہیں ہے کہ اخبار اہلسنت کے ایڈیٹر صاحب نام کے ہی اہل سنت ہیں۔ ورنہ اپنے نفسانی خیالات کے مقابلہ میں رسول کریم کی سنت کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے۔

پھر ہم پوچھتے ہیں۔ جب ایڈیٹر صاحب اہلسنت کے نزدیک ہر مذہب کے انسان کا مساجد میں داخل ہونا جائز ہے۔ اور کسی کو عبادت سے روکنا منع ہے تو کیا کسی ہندو عیسائی یہودی وغیرہ کو مسجد میں عبادت کرنے کی اجازت دیتے ہوئے اس کے لئے بھی یہ شرط لگائینگے کہ وہ "امام سنی المذہب کے پیچھے نماز پڑھے۔" اگر نہیں تو ہمارے لئے کس منہ سے یہ شرطیں پیش کی جاتی ہیں۔

افسوس! یہ لوگ ہماری دشمنی اور عداوت میں اسقدر بڑھ گئے ہیں کہ ہندوؤں۔ عیسائیوں اور یہودیوں کو جو رسول کریمؐ کے مکذب قرآن شریف کو جھوٹا سمجھنے والے اور اسلام کو گمراہ کرنیوالا مذہب یقین کرنے والے ہیں۔ ان کو تو بلاتے ہیں کہ آؤ ہماری مسجدوں میں اگر اپنے طریق پر جسطرح چاہو۔ عبادت کرو۔ لیکن ہم احمدی جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ان سے کہیں بڑھ کر عزت کرتے۔ قرآن شریف کو ان سے بھی زیادہ اچھا سمجھتے۔ اور اسلام کی صداقت کو دنیا پر روز روشن کی طرح ثابت کر رہے ہیں۔ ہم جب انکی مقبوضہ مسجدوں میں خدائے واحد کے آگے سر عبودیت جھکانے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے اور اشاعت اسلام کے لئے دعائیں کرنے کے لئے جاتے ہیں تو کہا جاتا ہے۔ کہ تم کو اپنے طور پر عبادت کرنے کی اجازت نہیں دیجا سکتی۔ آہ! اس سے بڑھ کر ماتم کے قابل ان مسلمان کہلانے والوں کی کیا حالت ہوگی۔ جو مخالفین اسلام کے سامنے تو کہتے ہیں۔ کہ اسلام ایسا وسیع الحوصلہ مذہب ہے کہ غیر مسلموں کو اپنی مساجد میں اپنے طریق پر نماز پڑھنے کی بھی اجازت دیتا ہے لیکن ہم احمدیوں کے لئے اسلام کو ایسا تنگ اور

کم حوصلہ بنا دیتے ہیں۔ ہمیں اپنے طریق پر مسجدوں میں عبادت کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ لیکن کیا واقعہ میں یہ بات درست ہے۔ ہرگز نہیں۔ اسلام میں ہرگز اس قسم کا کوئی حکم نہیں ہے۔ یہ تنگی اور کم حوصلگی صرف ان لوگوں کی ہے۔ جو نام کے مسلمان ہیں۔ اور ہماری عداوت اور دشمنی کی وجہ سے اندھے ہو رہے ہیں۔ اگر وہ ذرا بھی عقل سے کام لیں۔ اور تعصب کی پٹی اتار کر دیکھیں تو انہیں معلوم ہو جائے کہ جب شریعت کا یہ فتویٰ ہے۔ کہ غیر مسلم مسجد میں داخل ہو سکتا ہے۔ اور نہ صرف داخل ہو سکتا ہے۔ بلکہ اپنے طریق پر عبادت بھی کر سکتا ہے۔ تو ایک احمدی کے لئے ایڈیٹر صاحب اہلسنت کا یہ کہنا کیونکر درست ہو سکتا ہے کہ "امام سنی المذہب کے پیچھے نماز پڑھے تو شرعاً کوئی ممانعت نہیں"۔ ہم کہتے ہیں کہ جب شریعت اسلام اپنے طریق پر عبادت ادا کرنے کی اجازت غیر مذاہب کے لوگوں کو مساجد میں دیتی ہے۔ تو ہمارے لئے یہ نئی شریعت کیوں ایجاد کی جا رہی ہے کہ وہ احمدی جس کی نماز آپ کے امام کے پیچھے خدا نے حرام اور قطعی حرام ٹھیرا دی ہے۔ وہ اگر آپ کے امام کے پیچھے نماز پڑھے تو مسجد میں داخل ہو سکتا ہے۔ ورنہ نہیں۔ کیا اس پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے گا۔

ایڈیٹر صاحب اہل سنت نے ہمارے مقابلہ میں نئی شریعت ایجاد کرتے ہوئے اس کا جواز اس طرح ثابت کرنا چاہا ہے کہ احمدی چونکہ مسجدوں میں اپنے خیالات کی اشاعت کرتے ہیں۔ اسلئے ان کو نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ گویا احمدیوں کے خیالات کے اثر سے لوگوں کو بچانے کے لئے اہلسنت و اہلحدیث اپنی مقبوضہ مساجد میں انہیں داخل ہی نہیں ہونے دیتے۔ ہم کہتے ہیں۔ جب احمدیت کی بنیاد آپ لوگوں کے نزدیک بہت ہی کمزور باتوں پر ہے۔ اور آپ خود اہل حق ہیں۔ تو پھر احمدیوں کے خیالات سے لرزاں و ترساں ہونے کے کیا معنے۔ اس صورت میں تو آپ لوگوں کو چاہیئے کہ اپنی مساجد میں احمدیوں کو بڑی خوشی سے آنے دیں۔ بلکہ اعلان عام کر دیں کہ احمدی ہماری مقبوضہ مسجدوں میں آکر اپنے خیالات کو ضرور پیش کریں۔ اگر واقعہ میں آپ لوگ حق پر ہیں۔ تو اس سے آپ لوگوں کا تو کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ بلکہ آپ کو موقع ملیگا کہ احمدی جو بات پیش کریں۔ اس کو غلط ثابت کر کے ان کو اپنے میں جذب کر لیں۔ پس اگر آپ لوگ اپنے عقائد کے سچے ہونے کا اپنے پاس ثبوت رکھتے ہیں۔ اور ہمارے عقائد کو غلط سمجھتے ہیں۔ تو پھر احمدیوں کے مسجدوں میں داخل ہو کر اپنے عقائد کی اشاعت کرنے سے خوف کیوں کھاتے ہیں۔

باقی رہا ایڈیٹر صاحب اہلسنت کا یہ کہنا کہ:۔

"مرزائی صاحبان جب مساجد اہلسنت و اہلحدیث میں جاتے ہیں۔ تو ان کے ساتھ مجادلہ و مکابرہ شروع کر دیتے ہیں۔ جس سے عدالت کا دروازہ کھٹکایا جاتا ہے۔ اور مقدمہ تک نوبت پہنچتی ہے"

اسکے متعلق افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایڈیٹر صاحب نے سچائی کا خون کرنے سے ذرا بھی دریغ نہیں کیا۔ اور عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق بن کر سراسر جھوٹ سے کام لیا ہے۔ آج تک ہمیں مسجدوں میں عبادت کرنے سے روکنے کے لئے متعدد مقدمات ہو چکے ہیں۔ لیکن کبھی ایک کی بھی وہ وجہ نہیں پیش کی گئی۔ جو ایڈیٹر صاحب اہلسنت نے بیان کی ہے۔ اور یہ وجہ ہمارے خلاف پیش بھی کس طرح کی جا سکتی ہے۔ جبکہ عام طور پر ہر جگہ احمدیوں کی تعداد مخالفین و معاندین کی نسبت کم ہے۔ اسلئے یہ وہم میں بھی نہیں آسکتا کہ ہمارے آدمیوں کی طرف سے جنہیں بڑے زور سے امن اور آشتی کی تعلیم دیجاتی ہے۔ مجادلہ کی ابتدا ہو بلکہ ہمیشہ یہی ہوتا ہے۔ کہ ہمارے مخالفین اکیلے دوکیلے احمدیوں کو تکلیف پہنچاتے اور وحشیانہ حرکات کے مرتکب ہو کر اذیت دیتے ہیں۔ پس مسجدوں سے روکنے کے لئے ہمارے خلاف مقدمہ بازی کرنے کی یہ وجہ بالکل غلط اور ایڈیٹر صاحب اہلسنت کا سفید جھوٹ ہے۔

اخیر میں ہمارے متعلق لکھا گیا ہے کہ ہمارا کعبہ جدا۔ نبی جدا۔ امام جدا ہے۔ اس کے اگر یہ معنی ہیں کہ ہم کعبہ کو بیت اللہ نہیں جانتے۔ تو یہ جھوٹ اور محض جھوٹ ہے۔ اور اگر نبی اور امام کے جدا ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ہم نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعاوی صادقہ مصدقہ سے منحرف ہیں۔ تو یہ ہم پر بہتان عظیم ہے۔ لیکن اگر یہ مطلب ہے کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ اور غیر احمدی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ تو یہ درست ہے۔ مگر اس سے شریعت کے اس حق کو جو ہمیں تمام مساجد میں نماز پڑھنے کے متعلق حاصل ہے قطعاً نہیں چھینا جا سکتا۔ کیونکہ جب شریعت نے اجازت دی ہے۔ کہ مساجد میں تمام غیر مذاہب کے لوگ اپنے طریق پر عبادت ادا کر سکتے ہیں تو پھر ہم مسلمان ہو کر کیوں اپنے طور پر عبادت نہیں کر سکتے۔

پس اگر ہم غیر احمدی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ اور حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود اور نبی اللہ مانتے ہیں۔ تو شریعت کے رو سے ہمیں مسجدوں میں نماز پڑھنے سے نہیں روکا جا سکتا۔ ہمارا حق مساجد میں اسلام کے رو سے نماز پڑھنے کا بہرحال قائم ہے۔ ہمارے متعلق زیادہ سے زیادہ یہی کہا جا سکتا ہے کہ ہم مسلمان نہیں ہیں لیکن یہ فتویٰ لگا کر بھی ہمیں مسجدوں میں عبادت کرنے سے روکنا اس صورت میں ہرگز جائز نہیں ہو سکتا۔ جبکہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ اسلام تمام مذاہب کے لوگوں کو اپنے طریق پر مسجدوں میں عبادت کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

پس ثابت ہو گیا کہ ایڈیٹر صاحب اہلسنت نے ہمیں مسجدوں میں عبادت کرنے سے روکنے کے متعلق جسقدر وجوہات پیش کی ہیں۔ وہ بالکل لغو اور فضول ہیں اور اسبات کا ثبوت پیش کر رہی ہیں کہ وہ جس اسلام کے مدعی ہیں۔ ہمارے مقابلہ میں اس کے احکام کو بھی پس پشت ڈالنے سے ذرا دریغ نہیں کرتے۔

کاش! مسلمان ہماری مخالفت میں اسقدر تنگ ظرفی کا ثبوت نہ دیا کریں اور کم از کم اتنا حوصلہ تو دکھایا کریں جتنا غیر مذاہب کے لوگوں سے دکھانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

احمدی مبلغ اور اخبار "قومی رپورٹ"

۱۳ اگست کے اخبار "قومی رپورٹ" مدراس میں "احمدی سفیر مدراس میں" کے عنوان سے ایک مراسلت شائع ہوئی ہے جس میں ہمارے مبلغین جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور شیخ محمود احمد صاحب کے متعلق لکھا گیا ہے کہ :-

"دو مولوی ایک غلام رسول صاحب اور دوسرے محمود احمد صاحب بغرض تبلیغ مذہب قادیانی مدراس تشریف لائے ہیں۔ اور میلاپور میں عبد القادر احمد صاحب چودھری کے مہمان ہیں۔ حکیم محمد سعید صاحب چودھری بعض اپنے دوستوں کو جو مخالف مذہب قادیانی ہیں۔ ترغیب و تحریص دیتے ہیں کہ وہ ان دونوں مولوی صاحبوں کی ملاقات سے ان کے مستقر پر جا کے محظوظ ہوں۔

مشرقی اور مغربی اخلاق و تہذیب کا یہ مانا ہوا مسئلہ ہے کہ مسافر مقیم کے پاس ملاقات کو جائے۔ اور اپنے آنے کے اسباب، اغراض اور وجوہات کا اظہار کرے نہ کہ مقیم مسافر کی ملاقات سے محظوظ ہو۔ جبکہ یہ دونوں مولوی صاحبان اپنی مشن کی تبلیغ کے لئے اتنے دور دراز کا سفر طے کر کے مدراس آئے ہیں۔ تو ان کا منصبی فرض ہے کہ علماء و عمائدین مدراس سے ملاقات کریں اور اپنے مشن کے اغراض سے آگاہ کریں۔ اور ڈنکو کی چوٹ ھل من مباحث کا اعلان کر دیں تاکہ آنے کا کوئی ایک نتیجہ مرتب ہو جائے اور حق و باطل میں امتیاز ہو۔"

مراسلت نویس صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہمارے مبلغین جو "دور دراز کا سفر طے کر کے مدراس میں" پہنچ سکتے ہیں۔ ان کے لئے "علماء و عمائدین مدراس" کے گھروں پر اتمام حجت کے لئے جانا کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ لیکن چونکہ جناب مولوی غلام رسول صاحب بیمار ہو جانے کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معذور ہیں۔ اور مالابار سے واپس آتے ہوئے علاج معالجہ کے لئے مدراس ٹھیرے ہوئے ہیں۔ اس لئے اگر وہ "علماء و عمائدین مدراس سے ملاقات" کرنے کے لئے ان کے پاس نہیں جا سکے۔ بلکہ ان کو اپنے پاس بلاتے ہیں۔ تو اس سے نہ صرف ان پر کسی قسم کا حرف نہیں آتا۔ بلکہ ان کے قلب میں جو جوش صداقت اور حق پہنچانے کی تڑپ ہے۔ اس کا ثبوت ملتا ہے کہ وہ انہیں سخت تکلیف دہ بیماری کی حالت میں بھی خاموش نہیں بیٹھنے دیتی۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ ایسی حالت میں بھی اگر کوئی صداقت کا طالب اور حق کا پیاسا آئے تو اس کی پیاس بجھانے سے دریغ نہ کریں۔ اگر مدراس کے علماء اور عمائدین حق و باطل میں امتیاز کرنے کی خواہش رکھتے۔ تو وہ اس دعوت کی قدر کرتے اور نہایت شوق سے آکر اختلافی مسائل کو حل کراتے لیکن دین کا خیال ہی نہ ہو۔ تو ادھر توجہ کیونکر ہو۔ تعجب ہے کہ قومی رپورٹ کے مراسلہ نویس صاحب کو ہمارے مبلغین کے مدراس آنے اور ان سے ملاقات کرنے کی تحریک و تحریص دلانے کا تو علم ہو گیا۔ لیکن مولوی غلام رسول صاحب کی بیماری کا پتہ نہ لگا۔ ہمیں ڈر ہے کہ اگر قومی رپورٹ کا یہ پرچہ جناب مولوی صاحب موصوف کی نظر سے گذرا۔ تو وہ جوش تبلیغ کے مقابلہ میں اپنی علالت کی کوئی پروا نہ کرتے ہوئے اپنی جان پر اتنا بوجھ نہ ڈال لیں کہ جس سے ان کی صحت اور زیادہ خراب ہو جائے۔ اس لئے ہم ایک طرف تو جناب مولوی صاحب سے آرام کرنے کی خاص طور پر گذارش کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف قومی رپورٹ کے مراسلہ نویس صاحب کو اطلاع دیتے ہیں۔ کہ اگر وہ حق اور باطل میں امتیاز کرنے کے لئے مباحثہ کے خواہش مند ہیں۔ تو اس کا باقاعدہ انتظام کریں۔ ضروری شرائط طے ہونے کے بعد ہم ہر وقت مباحثہ کے لئے تیار ہیں۔ مذکورہ بالا مراسلت کو درج کرتے ہوئے ایڈیٹر صاحب قومی رپورٹ نے اپنی طرف سے یہ اضافہ کیا ہے کہ :-

"یہ اگر یہ حضرات احمدی جماعت کی اس پارٹی کے حامی ہیں۔ جس کا آرگن اخبار الفضل قادیان ہے۔ تو ہم انہیں پیام دیتے ہیں کہ اخبار مذکور نے اپنے پرچہ یکم جولائی سنہ ۱۹۱۹ء نمبر ۱ جلد ۷ کے صفحہ ۵ کالم ۳ میں ایک مضمون "خلیفہ خدا بناتا ہے" کے عنوان سے لکھا ہے جس میں قومی رپورٹ کا نام لیکر اس کے ایک مضمون کی تردید کی گئی ہے۔ اگر آپ کو اپنے اخبار الفضل کے اس رائے سے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اتفاق ہے تو براہ کرم اس مضمون کی حمایت اور ہمارے دعویٰ کی تردید کے لئے تیار ہو جائے تاکہ یہ مسئلہ جو آج سب سے زیادہ پیچیدہ اور آتش نشان بن رہا ہے۔ عوام کی سمجھ میں بھی آجائے۔ یا اگر آپکو اپنے اخبار کے مضمون کے ساتھ عقیدہ نہیں ہے تو اس کی بھی اطلاع دیجئے۔"

سمجھ میں نہیں آتا۔ ایڈیٹر صاحب قومی رپورٹ کو یہ کیا سوجھی ہے۔ ہم نے اخبار میں شائع شدہ ایک مضمون کی تردید اخبار میں کی تھی۔ اس کا جواب اخبار میں ہی دینا چاہیئے تھا۔ نہ کہ اخبار میں بالکل خاموشی اختیار کرنے کے بعد اب جبکہ ہمارے مبلغین اتفاقاً مدراس گئے ہیں۔ تو ان سے اس کا تصفیہ کرانے کی ضرورت تھی کیا اگر ہمارے مبلغین مدراس نہ جاتے تو ایڈیٹر صاحب قومی رپورٹ اس مضمون کو جو ان کے نزدیک "آج کل سب سے زیادہ پیچیدہ اور آتش فشاں بن رہا ہے" عوام کو سمجھانے کی ضرورت ہی نہ سمجھتے تھے۔ اگر سمجھتے تھے۔ تو کیوں تا حال خاموش بیٹھے تھے۔ انہیں اچھی طرح سن لینا چاہیئے کہ ہمارے مبلغین کو اس بات کی ہرگز ضرورت نہیں ہے کہ اخباری مباحث کو طے کرتے پھریں۔ کیونکہ خدا کے فضل سے الفضل خود ہر وقت اس کام کے لئے تیار اور آمادہ ہے۔ اور جبکہ ایک مسئلہ اخبار میں پیش ہو چکا ہے۔ تو اس پر بحث بھی اخبار میں ہی ہونی چاہیئے۔ تاکہ ناظرین اخبار مستفید ہو سکیں۔ پس اگر ایڈیٹر صاحب قومی رپورٹ ہمارے اس مضمون کے جواب میں کچھ فرمانا چاہتے ہیں جو ہم نے ان کے مضمون کی تردید میں یکم جولائی کے الفضل میں لکھا تھا تو بڑی خوشی سے اخبار میں فرمائیں ہم اس پر خاص طور پر غور کرینگے۔ اور جو کچھ مناسب سمجھینگے جواب بھی دینگے۔ ہمارے مبلغین کو ان کے ہاں بلانے کی نہ تو ضرورت ہے اور نہ ان کو بلانا مناسب ہے۔ اخباری بحث اخبار میں ہی حل ہونی چاہیئے پس اگر آپ [illegible] جواب میں ۲ سو کچھ لکھنے کی ہمت رکھتے ہیں تو اخبار میں لکھئے۔ ہم اخبار میں اس کا جواب دینگے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

نبی اللہ کرشن علیہ السلام

(۱)

اس زمانہ میں غالباً پہلے شخص حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود ہی ہوئے ہیں جنہوں نے حضرت کرشن علیہ السلام کو نبی اللہ کر کر پکارا۔ اور کئی لاکھ انسانوں سے منوا دیا کہ جناب کرشن واقعی نبی اللہ تھے۔ کیا دنیا اس حقیقت سے بے خبر ہے۔

(۲)

پھر نہ صرف یہی کہ حضرت کرشن علیہ السلام ہی کو آپ نے نبی منوایا۔ بلکہ بتایا کہ ہندوستان میں خدا کے اور نبی بھی ہوئے ہیں۔ جنمیں سے ایک حضرت رام چندر علیہ السلام بھی تھے۔ نیز یہ بھی آپ نے فرمایا کہ وید خدا کا کلام تھے۔

(۳)

ان تمام باتوں کو مانکر اور اپنے متبعین سے منوا کر آپ نے آخری وقت میں ہندو قوم کے سامنے ایک "پیغام صلح" پیش فرمایا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ہم ہندو قوم کے بزرگوں کو راستباز اور سچے مانتے ہیں۔ حضرت کرشن کو اور حضرت رام کو نبی اور ویدوں کو خدا کا کلام تسلیم کرتے ہیں۔ ہندوؤں کو بھی چاہیئے۔ کہ ہمارے بزرگوں کی عزت کریں۔ اور ان کو راستباز مانیں۔ یہ سمجھوتہ اگرچہ طرفین کے لئے مساوی تھا۔ لیکن آپ نے ہندوؤں کیلئے ایک بہت بڑی رعایت یہ رکھی کہ ہم گائے کو ذبح کر کے استعمال کرنا جس کی ہمیں اسلام اجازت دیتا ہے ان کی خاطر چھوڑ دینگے۔ بشرطیکہ ہندو صاحبان بھی ہمارے نبی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا کہنا چھوڑ دیں۔ اور جس طرح ہم کرشن اور رام علیہما السلام کو اللہ کے نبی مانتے ہیں۔ وہ بھی آنحضور کو خدا کا نبی اور رسول یقین کریں۔

(۴)

ان باتوں پر ایک زمانہ گذر گیا۔ مگر ہندو قوم نے کوئی توجہ نہ کی۔ گائے کی حمایت میں طرح طرح کے جور و ستم مسلمانوں پر کئے گئے۔ لیکن طریق صلح و آشتی کو قبول نہ کیا گیا۔ اس لئے اسمیں نہ صلح ہوئی تھی۔ نہ ہوئی

(۵)

اخبار عام مورخہ ۱۶۔ اگست ۱۹۱۹ء میں "سری کرشن مہاراج کا مبارک جنم دن" مناتے ہوئے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا گیا ہے کہ:۔

"اب ہمارے مسلمان بھائی بھی اس روحانی خوشی میں حصہ لینے کے لئے آمادہ و مستعد ہوتے جاتے ہیں"

اور اس کا ثبوت یہ دیا گیا ہے کہ:۔

"خواجہ حسن نظامی دہلوی نے کرشن مہاراج کی مقدس زندگی کے حالات لکھ کر کروڑہا مسلمانوں کو کرشن بھگت بنا دیا ہے"

تعجب ہے کہ اخبار عام کے جہاندیدہ ایڈیٹر صاحب نے خواجہ حسن نظامی صاحب کے متعلق کیونکر یہ سمجھ لیا۔ خواجہ صاحب بیچارے کی حقیقت ہی کیا ہے کہ کروڑہا انسان ان کی کسی بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہو جائیں ہمیں خیال ہی نہیں۔ بلکہ یقین ہے کہ ان کی لکھی ہوئی حضرت کرشن کی سوانح زیادہ سے زیادہ چند سو لوگوں کی نظر سے گذری ہوگی۔ پھر کیسے کروڑہا انسان انکی وجہ سے کرشن بھگت بنگئے۔ درحقیقت لاکھوں مسلمانوں کو حضرت کرشن کے سچے بھگت بنانیوالے حضرت مرزا صاحب ہیں۔ جنہوں نے اپنے پیروؤں میں حضرت کرشن کے متعلق ایسا اخلاص اور محبت پیدا کر دی ہے۔ جو قطعاً قطعاً دوسرے مسلمانوں میں پائی نہیں جاتی۔ کیا ایڈیٹر صاحب اخبار عام کھلے دل سے اس کا اعتراف کرینگے۔

(۶)

آخیر میں ایڈیٹر صاحب نے توقع ظاہر کی ہے کہ:۔

"چونکہ کرشن بھگت کے لئے گئو رکھشا لازمی ہے۔ اسلئے مسلمانوں میں گئو رکھشا کی سپرٹ پیدا ہو کر ہندوستان کی حقیقی نجات کا موجب ہوگی"

اسکے متعلق ہم کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں گئو رکھشا کی سپرٹ پیدا کرنے کا ایک ہی طریق ہے۔ جو حضرت مرزا صاحب نے پیش کیا ہے۔ اور جس کا مختصراً ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں۔ پس اگر ایڈیٹر صاحب اپنی اس توقع کو پورا ہوتا دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو کیوں اس قوم کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتے۔ جو صلح کی مساوی شرائط کے علاوہ محض ہندوؤں کے مذہبی جذبات اور احساسات کی نگہداشت کے لئے گائے کا ذبح کرنا چھوڑنے کے لئے تیار اور آمادہ ہے۔ اور پھر یہ اقرار صرف زبانی ہی نہ ہوگا۔ بلکہ لکھ کر دینے کو تیار ہے۔

کیا ہم امید رکھیں۔ اخبار عام اسپر غور کریگا۔

ایک ہندو بیرسٹر کا قبول اسلام

اس عنوان سے اخبار کشمیری میگزین اپنے ۱۴ اگست ۱۹۱۹ء کے پرچہ میں لکھتا ہے کہ:۔

"مسٹر ساگر چند بی۔ اے بیرسٹرایٹ لا لنڈن کے مضامین اکثر اردو رسائل و اخبارات میں چھپتے رہے ہیں۔ اس لئے ہندوستان کے اکثر اخبار بین حضرات ان کے نام سے واقف ہیں۔ چند روز ہوئے احمدی اخبارات قادیان نے ان کے مسلمان (احمدی) ہونے کی خبر مشتہر کی۔ ہندو خصوصاً آریہ اخبارات نے اس خبر کو صحیح تسلیم کرنے سے انکار کیا اور لکھا کہ اگر بفرض محال یہ واقعہ صحیح بھی ہے تو کم افسوسناک نہیں ہے۔ احمدی اخبارات نے اس کا یقین دلایا۔ بلکہ ۹۔ اگست کے الفضل میں مسٹر ساگر چند کا اپنا ایک طویل خط بھی قبول احمدیہ اسلام کے متعلق شائع ہوا ہے اسی ہفتہ مسٹر موصوف کا ایک خط قبولیت احمدیہ کے متعلق دفتر اخبار کشمیری میں بھی آیا ہے۔ جو بوجہ عدم گنجائش درج نہیں ہو سکا۔ اسمیں مسٹر موصوف نے نہ صرف اپنے احمدی ہونے کی اطلاع دی ہے۔ بلکہ اور لوگوں کو بھی قادیان کے اسلام کی تبلیغ کی ہے۔ امید ہے۔ مسٹر ساگر چند کے خطوط سے ہندو اخبارات کا اطمینان ہو گیا ہوگا"

افسوس اکشمیری میگزین نے ساقر اگرہ جتنا حوصلہ بھی نہ دکھایا جس نے اپنے کالموں میں مسٹر موصوف کا خط الفضل سے لیکر تمام دکمال نقل کر دیا۔ اور کشمیری میگزین براہ راست آنیوالے

مولوی کنجی مالاباری کی غلط بیانیاں

کچھ عرصہ ہوا پیام میں مولوی احمد کنجی مالاباری کے دو عربی خط مع ترجمہ شائع ہوئے تھے۔ ان میں جس قدر غلط بیانیوں اور دھوکہ دہیوں سے کام لیا گیا ہے۔ ان پر روشنی ڈالنے کے لئے ذیل کا مضمون لکھا جاتا ہے۔ میں پیام کا مذکورہ بالا پرچہ لیکر مع عزیز محمود احمد صاحب مولوی کنجی کے پاس گیا۔ اور جاکر دریافت کیا۔ کہ تم نے ان خطوط میں جو باتیں لکھی ہیں۔ اور جن کے متعلق لکھا ہے۔ کہ وہ تم نے ہم سے سُنیں۔ خدا تعالےٰ سے ڈر کر سچ سچ بتاؤ۔ کہ کیا یہ باتیں فی الواقعہ تم نے ہم سے سنی تھیں۔ اس پر اس نے پہلے تو کھلے لفظوں میں کہا کہ میں نے تم سے نہیں سنیں۔ یہ مریم عیسیٰ نے اپنی طرف سے یا میری اصل عبارت کو بہ تبدیلی الفاظ اس طرح سے لکھدیا ہے۔ لیکن پھر کہنے لگا۔ نہیں بات یہ ہے کہ میں نے آپ سے تو نہیں سُنیں ایک اور شخص تھا اور وہ مبائع تھا۔ اس سے سُنی تھیں۔ ہم نے کہا تم نے غلوات۔ اغلوطات۔ خرافات ردیہ۔ خذعبیلات ردیہ کا نمونہ تو ہماری باتوں سے پیش کرنے کے لئے یہ خطوط لکھے اور ہمارا ہی ذکر کرتے ہوئے لکھا ومنہم سمعنا الیوم کہ آج ان سے ہی یہ باتیں ہم نے سنی۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ منہم سے مراد ہم ہی ہوسکتے ہیں نہ اور۔ اب بتائیے الیوم سے کون سا دن مراد ہے جس خاص دن میں آپ نے یہ باتیں ہم سے سنیں۔ اس کے جواب میں اس نے کہا۔ الیوم سے مراد سارا زمانہ ہے اور منہم سے مراد مبایعین لوگ جو آپ کے سوا ہیں۔ ہمیں اس وقت بے اختیار ہنسی آئی۔ لیکن افسوس بھی ہوا۔ کہ مولوی محمد علی کے ناپاک تعلق کی وجہ سے اس شخص کی حالت کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے۔ پھر ہم نے اس سے پوچھا کہ تم خدا کی قسم کھا کر بتاؤ کہ جو کچھ بھی ان خطوط میں لکھا گیا وہ افترا۔ کذب اور اغلوطات۔ خذعبیلات وغیرہ ہے یا نہیں تو اس نے کہا کہ بے شک ہے اور ضرور ہے پھر ہم نے کہا کہ یہ افترا ہم پر کیوں کیا گیا۔ اس پر وہ خاموش ہوگیا۔ پھر میں نے کہا کہ تم نے ان حالات کے شائع کرنے سے ہمیں تو روکا تھا۔ لیکن آپ نے اس مفتریانہ تحریر کو شائع کردیا۔ اب ہمارا بھی حق ہے یا نہیں کہ تمہارے ان خطوط کے جواب میں ہم بھی کچھ لکھ کر شائع کریں۔ تب وہ خاموش ہوگیا۔ ہم نے اسی وقت یہ گویا وارنٹ بتادیا کہ دیکھو جو کچھ اس اخبار میں ہمارے متعلق غلط بیانی اور افترا سے مولوی کنجی احمد کی طرف سے شائع کیا گیا۔ وہ سب غلط ہے اور مولوی صاحب نے خود بھی ہماری بریت کردی ہے۔ اب ہم انشاء اللہ اس کا جواب لکھیں گے۔ یہ کہکر ہم واپس مکان پر چلے آئے۔

(۲) دوسری بات یہ لکھی ہے کہ "مولوی محی الدین اور مولوی فخر الدین ملباری کو فساد کرنے کے لئے برانگیختہ کیا۔ اور دونو نے سلطنت برطانیہ کے ایک حاکم کے پاس جاکر بڑا بھاری بہتان اور کمینہ افترا کا اظہار ان الفاظ میں کیا کہ یہ شخص مسمی مریم عیسیٰ ملک افغانستان کا باشندہ ہے اور فساد پھیلانے والا مبلغ ہے۔ پس جب ہم نے یہ خبر سنی تو ہم نے کہا کہ اصل بات یوں ہے کہ اس شخص کو ہمارے پاس امیر المومنین حضرت مولٰنا مولوی محمد علی صاحب نے احمدیت کی تبلیغ کی غرض سے بھیجا ہے جیسا کہ مولوی غلام رسول راجیکی اور شیخ محمود دمناسک محمودیہ کی اشاعت کرنے آئے ہیں"

مولوی کنجی کے اس افترا کی حقیقت مفصل طور پر پہلے ظاہر کی جاچکی ہے۔ اسوقت صرف اتنا کہنا اور بیان کردینا کافی ہوگا۔ کہ انسپکٹر صاحب جنکے پاس ہم دونو فریق حاضر ہوئے اور حاضر بھی مولوی کنجی کے ساتھ ہوئے۔ اور جو کچھ وہاں گفت و شنید ہوئی وہ بھی پہلے لکھی جاچکی ہے۔ اب یہ جھوٹ اس شخص کا اپنا فعل ہے جسے اس نے مولوی محی الدین اور فخر الدین کی طرف منسوب کیا اور اس کا نام بہتان عظیم اور کمینہ افترا رکھا۔

(۳) تیسری بات جو مولوی کنجی نے میری نسبت بیان کی ہے اور اسے میری دغابازی قرار دیا ہے۔ وہ یہ ہے براہین حصہ پنجم کے صفحہ ۱۳۰ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد سے جو نبی کے حقیقی معنوں کی تفصیل ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو نبی حقیقی قرار دینا۔ سو اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ براہین اُردو زبان کی کتاب ہے۔ اور اُردو دانی کے متعلق گو ہمیں بھی اتنا دعوٰی نہیں۔ لیکن مولوی کنجی کے بالمقابل ہم دعوٰی کرسکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی اُردو کتابوں کو ہم اس سے کئی درجہ بڑھکر سمجھنے کی استعداد رکھتے ہیں۔ وہ بیچارہ تو جب اُردو میں بات کی جائے تو ہماری طرف اس طرح دیکھتا ہے جس طرح ہم ان کی مالاباری زبان بولنے کے وقت حیران سے رہ جاتے ہیں کہ یہ کیا بولتے ہیں۔ اب اس کا میرے مقابل میں میری نسبت یہ کہنا کہ جو کچھ وہ میرے مقابل حضرت صاحبؑ کی اُردو عبارت سے سمجھا ہے وہ اسے اچھی طرح سے نہیں سمجھا۔ بلکہ میں اس سے اچھا سمجھا ہوں۔ یہ ایک ایسی بات ہے جو بجز ایسے شخص کے جو بیہودہ لاف و گزاف اور غلط بیانی پر ناز اور فخر کرنے والا ہو دوسرا کوئی اسے نہیں کہہ سکتا۔

میں نے مولوی کنجی کو کہا تھا کہ آپ نے اُردو فہمی میں جو مجھ پر سبقت حاصل کرلی حالانکہ آپ اُردو سے ناواقف ہیں یہ کیا بھید ہے کیا مولوی محمد علی کی طرف سے کسی روح کا نزول تو آپ پر نہیں ہوگیا۔ یہ سُن کر مولوی کنجی ہنس پڑا۔ میں نے کہا کہ اگر اندر ہی اندر آپ کو اُردو زبان کا علم کامل طور پر حاصل ہوگیا۔ تو ہم اپنی اُردو فہمی کی تکمیل کے لئے آپ سے ہی کیوں کچھ حاصل نہ کریں۔ اس پر بھی وہ ہنس پڑا۔ الغرض مولوی کنجی نے جو کچھ لکھا محض اس غرض کے اظہار کے لئے کہ غیر مبایعین کو آپ کی عربی دانی کے علاوہ اُردو دانی کے کمالات پر بھی اطلاع ہوجائے۔ کہ آپ اُردو زبان کو ایک اُردو دان کے بالمقابل باوجود نادان اور ناواقف ہونے کے کس اعلیٰ پیمانہ پر سمجھ سکتے ہیں کہ جس کا نمونہ دیکھکر بعض بے وقوف پیامی تو

مارے خوشی کے تواجد اور تراقص میں آئیں گے۔ لیکن سمجھدار اس جاہل گنجی کی جہالت کے نمونہ کو دیکھکر افسوس سے آنسو بہائیں گے کہ اس نے ناحق ندامت اور ذلت کو ان کی پہلی ندامت اور ذلت پر اور بھی زیادہ کیا۔ چنانچہ ذیل کے الفاظ میں بطور ماحصل یوں درافشانی کرتے ہیں:۔

"امام ہمام علیہ السلام نے یہ بیان فرمایا ہے کہ نبی حقیقی اُمت میں ایک اُمتی نہیں ہوتا۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ ایک شخص اُمتی بھی ہو اور لغوی نبی کے معنی بھی اس میں پائے جاویں" یہ ترجمہ ہے اس کے عربی الفاظ کا جو پیام سے لفظ بلفظ نقل کیا گیا۔ اب بقول ان کے یہ نہایت صحیح مفہوم مسیح موعودؑ کی جس عبارت کا نتیجہ ہے وہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:۔ "یہ تمام بدقسمتی دھوکا سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ پس ایک اُمتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا" اب حضرت مسیح موعودؑ کی اس عبارت میں غور فرمائیے۔ کہ اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت ممدوحؑ نے یہ عبارت بطور جواب سائل کے جس سوال کے بالمقابل تحریر فرمائی ہے وہ یہ ہے۔ "اگرچہ یہ سچ ہے کہ صحیح بخاری اور مسلم میں لکھا ہے کہ آنے والا عیسیٰ اسی اُمت میں سے ہوگا۔ لیکن صحیح مسلم میں صریح لفظوں میں اس کا نام نبی اللہ رکھا ہے پھر کیونکر ہم مان لیں کہ وہ اسی اُمت میں سے ہوگا" اب سائل کی عبارت کے بالمقابل حضرت مسیح موعودؑ کی عبارت کو رکھکر دیکھو ان دونو عبارتوں میں کہیں لغوی معنوں کا بھی ذکر ہے جیسے کہ مولوی گنجی نے بیان کیا۔ ظاہر ہے کہ سائل اُمتی کے لئے نبی کا ہونا مستعبد سمجھتا ہے۔ اور اس کا خیال ہے کہ ایک اُمتی نبی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے حدیثوں میں نبی اللہ کی صفت والا مسیح اُمتی نہیں ہو سکتا .. .. .. بلکہ چاہیئے کہ وہ نبی اللہ ہو نہ اُمتی اب حضرت مسیح موعود اپنے جواب میں پہلے تو اس کے اس خیال کی نسبت بدقسمتی اور دھوکا کا لفظ استعمال فرماتے ہیں اور اس کے خیال مذکور کو کسی صداقت اور حقیقت پر مبنی قرار دینے کی جگہ اسے دھوکے پر مبنی قرار دیتے ہیں۔ کہ ایسا خیال دھوکے سے پیدا ہونا اس کے غیر مفید ہونے کی وجہ سے خوش قسمتی نہیں بلکہ حضرت مسیح موعودؑ اس کا نام بدقسمتی رکھتے ہیں۔ اور جواب میں فرماتے ہیں "کہ نبی کے حقیقی معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف ہو" اس عبارت میں نبی کے حقیقی معنی بتاکر اس بات کا اظہار فرماتے ہیں کہ جس میں یہ حقیقت پائی جائے گی اور جس پر یہ تعریف صادق آئیگی۔ وہ حقیقت نبوت کے لحاظ سے ضرور نبی ہوگا۔ اب اس کے ساتھ یہ قید لگانا کہ نبی کے لئے شریعت کا لانا اور پہلے نبی کا اُمتی نہ ہونا بھی ضروری شرط ہے۔ یہ قید چونکہ خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں بلکہ لوگوں کا اپنا ہی خیال ہے جس کا نام حضرت مسیح موعودؑ نے دھوکا رکھا ہے اور اس کا نتیجہ جو منافی نبوت ہے اس کا نام بدقسمتی۔ جس کی تردید میں بعد میں فرماتے ہیں:۔ "شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو پس ایک اُمتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا بالخصوص اس حالت میں کہ وہ اُمتی اس نبی متبوع سے فیض پانے والا ہو" ماحصل یہ کہ مسلم کی حدیث میں جو مسیحؑ کو نبی اللہ کہا گیا یہ حیثیت میری اُمتیت کے منافی نہیں کیونکہ اُمتیت منافی نبوت نہیں اور نہ ہی صاحب شریعت نہ ہونا منافی نبوت ہے۔ پس میں حدیث مسلم کے رو سے نبی اللہ ہونے کا بھی مصداق ہوں اور میرا اُمتی ہونا منافی نبوت نہیں۔ اب مولوی گنجی صاحب کا لفظ "صرف" سے لغوی معنی نکالنا اور اسے ہوائے نفس اور جہالت سے کچھ کا کچھ سمجھکر خلاف منشاء متکلم ظاہر کرنا کس قدر بیجا ہے۔ کیونکہ صرف کے لفظ کا استعمال تو سائل کے اس دھوکہ سے پیدا شدہ خیال کی نفی کی غرض سے کیا گیا۔ جو اصل تعریف نبوت پر بطور زوائد پیش ہونے سے بدقسمتی کا موجب بنا۔ یعنی یہ خیال کہ اُمتی ہونا منافی نبوت ہے پس حضرت مسیح موعودؑ نے ان زوائد اور خود ساختہ شرائط کی نفی کے لئے لفظ صرف استعمال فرمایا نہ یہ کہ اس جگہ صرف کا استعمال لغوی معنوں کی غرض سے ہوا۔ مولوی گنجی کی اس قابلیت پر جو جہالت اور غلط فہمی کا منبع ہے معلوم نہیں کہ پیامی صاحبان فخر کرتے ہیں یا افسوس سے آنسو بہاتے ہیں:۔

(۴) چوتھی بات رسالہ الوصیت کے متعلق لکھی ہے کہ مولوی غلام رسول کے ساتھ تنازع کرتے ہوئے میں نے الوصیت سے ثابت کیا۔ کیا ثابت کیا۔ جو کچھ ثابت کیا اسے آپ کی ذیل کی عبارت سے ملاحظہ فرمائیے۔ آپ لکھتے ہیں "کہ ہم نے کتاب الوصیۃ سے ثابت کیا کہ قبرستان کی جگہوں میں بہشتی ایک جگہ ہے نہ کہ سب کا سب قبرستان ہی بہشتی ہے پس تمام قبرستان کا نام مقبرہ بہشتی رکھنا اسی طرح ہے جیسا کہ جزو پر تغلیب کی وجہ سے کل کا اطلاق کر دیتے ہیں مثال کے طور پر جیسا کہ حضرت صاحبؑ کی ایک کتاب کو خطبہ الہامیہ کہتے ہیں

حالانکہ سب جانتے ہیں کہ حضرت صاحب کو اس کتاب کا ایک حصہ الہام ہوا نہ کہ سب کا سب" یہ وہ زبردست ثبوت حقیقت کا۔ مولوی کنجی صاحب کی از خود ایجاد ہے کہ میرے خیال میں کسی پیامی کو بھی آج تک نہیں سوجھی ہوگی۔ اور اگر سوجھی ہوگی۔ تو بوجہ اُردو دانی کے حضرت صاحب کی اردو عبارت کے صریح منشاء کے خلاف پانے سے اس کے اظہار کے لئے جرأت نہ کی ہو اور حیا اس کھلی بے حیائی کے مفہوم کی اشاعت سے مانع ہوتی ہو۔ لیکن مولوی کنجی صاحب ہیں کہ علم استدلال کے اس عجیب نمونہ سے سب پیامیوں کو شرمندہ کر رہے ہیں۔ ان کو یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ اگر قبرستان سے ایک موضع بہشتی ہے۔ اور باقی مقبرہ بہشتی کے مواضع علےٰ وجہ التغلیب بہشتی کہلاتے ہیں۔ جس سے ان کے قطعی بہشتی ہونے کا ثبوت نہیں ملتا۔ تو اس سے حضرت مسیح موعود پر کس قدر خطرناک حملہ کیا گیا کہ آپ نے دسویں حصہ جائداد کی شرط محض ظنیات کی بنا پر پیش کی۔ جس کا نتیجہ قطعی طور پر بہشتی ہونا نہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود اسی رسالہ الوصیت کے صہ۱ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"اور ایک جگہ مجھے دکھائی گئی۔ اور اس کا نام مقبرہ بہشتی رکھا گیا۔ اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں۔ جو بہشتی ہیں"

اور پھر صفحہ ۱۶ پر فرماتے ہیں:۔

"انزل فیہا کل رحمۃ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے۔ اور کسی قسم کی رحمت نہیں۔ جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں"

پھر حضرت مسیح موعود اپنے عربی رسالہ استفتاء کے صہ۱۵ پر یوں ارقام فرماتے ہیں:۔

"وکذالک قالوا ان جماعۃ ھذا الرجل قوم کافرون لا من المؤمنین فلا تدفنوا موتاھم فی مقابر المسلمین فانھم شر الکافرین۔ فاوحی الیّ ربی واشار الی ارض وقال انھا ارض تحتھا الجنۃ فمن دفن فیھا دخل الجنۃ وانہ من الآمنین"

ترجمہ عبارت ہذا:۔ "اسی طرح جب مخالف دشمنوں نے یہ کہا کہ اس شخص مدعی مسیحیت و مہدویت کی جماعت کافر ہے نہ مومن۔ پس ان کے مُردوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں مت دفن ہونے دو۔ کیونکہ احمدی لوگ سب کافروں سے بدتر کافر ہیں۔ تو خدا تعالےٰ نے مجھے وحی کی۔ اور وحی کے ذریعہ ایک زمین کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ یہ وہ زمین ہے۔ کہ جس کے نیچے بہشت ہے۔ پس جو شخص اس میں دفن کیا جائیگا۔ وہ بہشتی ہوگا۔ اور بہشت میں داخل ہوگا۔ اور ان لوگوں میں سے سمجھا جائیگا جو ہر طرح کے امن پانیوالے ہیں۔

اَب ناظرین حضرت مسیح موعودؑ کی اس اُردو اور عربی عبارت کو ایک طرف ملاحظہ فرماویں۔ اور دوسری طرف مولوی کنجی کی عبارت کو رکھ کر غور کریں کہ حضرت مسیح موعود کا کیا منشاء ہے۔ ※ مولوی کنجی کے اس نئے استدلال اور تازہ ثبوت کے ساتھ اتفاق ظاہر کرینگے؟

غلام رسولؐ راجیکی اتہ بینگاڑی

※ [illegible]

بزمِ خسروی کے مشاعرے میں ایک مسلمان خاتون کی غزل

آج کل یہ ایک نہایت ہی مکروہ طریق نظم نویسی کا نکلا ہے کہ غزل کے پیرائے میں پولیٹیکل خیالات کو فروغ دیا جاتا ہے۔ اکثر نوعمر ایسی ہی غزلوں سے گمراہ ہو کر وہ ناکردنی حرکات کر بیٹھتے ہیں۔ جن کا نتیجہ نہ صرف ان کے حق میں بلکہ ملک و ملت کے لئے بھی اچھا نہیں ہوتا۔ سخت افسوس ہے۔ کہ اس نئی وبا کے جراثیم اب خواتین میں بھی پھیلانے شروع کر دیئے گئے ہیں جہاں تک میں فطرت انسانی پر غور کر کے سمجھ سکتی ہوں۔ زیادہ تر یہ کام ابھی "مونچھوں والی عورتیں" ہی کر رہی ہیں۔ جو غزل میرے اس مضمون کی محرک ہے۔ اس کو شہرت دینے والے "خواجہ حسن نظامی" ہیں۔ جو میرٹھ سے "توحید" نکال کر ایسے ایسے خیالات کے بارے میں ایک بار تجربہ کر چکے ہیں! اس غزل کا ایک شعر یہ ہے:-

قید میں بھی رُوح کو آزاد رکھ
دل میں یادِ اسوہ سجّاد رکھ

کیا اس سے یہ خیال پھیلانا مقصود نہیں کہ جو لوگ نظربند ہیں یا گذشتہ شورش میں اپنے کئے کا بدلہ پا رہے ہیں۔ وہ اپنی اصلاح نہ کریں۔ بلکہ اپنے خیالات پر جمے رہیں بھلا کہاں حضرت سجاد۔ اور کہاں یہ لوگ جو خلاف حکم خدا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حرکات ناشائستہ کے مرتکب ہوئے۔ بتائیے قرآن مجید میں کہاں لکھا ہے کہ ایک حکومت کے ماتحت رہتے ہوئے دوسری حکومت سے اس کے خلاف سازباز کریں یا اپنی سلطنت کے خلاف باغیانہ خیالات رکھیں۔ اور شورش پھیلائیں دوسرا شعر ہے۔

درس فلیبکوا کثیرًا کو نہ بھول
زلزلو کا ہے زمانہ یاد رکھ

ہماری محترمہ بہن لیلیٰ خواجہ بانو ہی خواجہ صاحب کو بتا دیتیں کہ فلیبکوا کثیرًا میں منافقین مخاطب ہیں۔ آپ مسلمان ایمانداروں کو تو یہ درس نہ دیں۔ زلزلو کا زمانہ رونے کا نہیں ہوتا۔ بلکہ اطاعت پر کمربستہ رہنے کا اور جو کچھ خدا تعالےٰ کی طرف سے آئے اسے بطیب خاطر سہنے کا۔ تیسرا شعر ہے۔

خون مسلم میں ہُوا پیدا فساد
ہاتھ پر ہاتھ اب اسے فصاد رکھ

کیا طرابلس میں جو کچھ ہُوا۔ وہ بھول گیا۔ ایران نے جو اپنا حشر دیکھا وہ یاد نہیں رہا؟ ترکوں نے جو اپنی بیہودگیوں کا نتیجہ پایا وہ نظر نہیں آتا؟ مصر والوں نے اپنے کئے کا پھل نہیں پایا۔ اور اس ہندوستان میں کیا مثال موجود نہیں۔ پھر کیوں فصاد کو بلایا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ ہاتھ پر ہاتھ نہ رکھ! اپنا کام کر؟ خواجہ صاحب! خونریزی سے عظمت اجداد قائم نہیں ہوگی بلکہ عظمت اسلام تو صلح و آشتی میں ہے۔ مصلح موعود کے قدموں میں آئے۔ وہ مصفی خون نسخہ دیگا۔

قصد لینے سے کمزوری بڑھ جائے گی۔ اور مرض طبیعت پر غالب آئیگا۔ پھر ایک اور شعر ہے۔ سہ

کر عشقِ جاہ و جلال کفر کا
یاد حشر جنت شداد رکھ

شداد بیچارے نے کیا جنت بنائی تھی۔ سونے کے محلوں کو جنت وہی سمجھے۔ جو دنیا پرست ہو۔ حقیقی جنت تو ہمارا ایمان ہے اور ہماری عصمت ہے۔ خدا و رسول کی امانت ہے۔ اور یہ ایسی دولت ہے کہ نہ کسی سے چھینی گئی۔ اور نہ کوئی چھین سکتا ہے؟ آخری شعر ہے۔ کہ

بھولنا مت وعدۂ فتح قریب
اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ یاد رکھ

فتح قریب کا وعدہ تو بے شک ہے۔ مگر کن لوگوں سے قرآن مجید کھول کر دیکھئے۔ نصر من اللّٰہ و فتح قریب و بشر المومنین۔ یہ وعدہ مومنوں کے لئے ہے۔ اور مومن کون لوگ ہیں۔ ان کو کیا کرنے کا ارشاد ہے اسی سے اگلی آیت پڑھئے۔ یاایھا الذین آمنوا کونوا انصار اللّٰہ کما قال عیسی بن مریم (الآیۃ) یعنے وہ انصار بن جاویں۔ انصار کیسے بنتے ہیں۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آخری خلیفے عیسیٰ بن مریم کو مان لیا۔ ایسے ہی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے آخری خلیفہ مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام پر ایمان لائیں خونی مہدی کے خیالات دلوں سے نکال دیں۔ اس حوار کے اسوہ کی تعلیم پر عمل کریں یہی طریق ہے دشمنوں پر غالب آنے کا۔ چنانچہ قال الحواریون نحن انصار اللّٰہ فامنت طائفۃ من بنی اسرائیل وکفرت طائفۃ فایدنا الذین امنوا علی عدوھم فاصبحوا ظاھرین میں یہ بشارت سنادی ہے۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ حواریوں نے کہا۔ ہم انصار اللہ ہیں۔ بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لایا۔ ایک انکار کرتا رہا۔ پس جو ایمان لائے۔ ان کی ہم نے مدد کی۔ وہ دشمنوں پر غالب آئے۔

پس مسلمان بھی اسی نسخہ پر عمل کریں۔ فلاح پائینگے بغیر اس کے فتحمندی کا طریق نہیں ہے۔ خواجہ صاحب اپنے ہم خیالوں کو سمجھا دیں کہ وہ خواتین کو بدنام نہ کریں۔

اور ان کو سیاست کے میدان میں نہ لائیں۔ اسکے لئے چار دیواری کے اندر ہی بہت سے کام ہیں وہی سرانجام پا جائیں تو بڑی بات ہے۔ والسلام

خاکسار سکینۃ النساء از قادیان

نامۂ لنڈن

پولیٹیکل خدمات

جب سے عاجز کو جماعت احمدیہ کی طرف سے اس ملک میں پولیٹیکل ڈیلیگیٹ مقرر کیا گیا ہے۔ عاجز علاوہ تبلیغی خدمات کے پولیٹیکل مضامین لکھنے اور لیکچر دینے اور مدبران سلطنت کے ساتھ ملاقاتوں میں مصروف ہے۔ اسوقت تک کئی لیکچر پلیٹ فارم پر ہو چکے ہیں۔ اور اخبارات ویسٹ لنڈن نیوز۔ مرکری ریکارڈ۔ مارننگ پوسٹ۔ مانچسٹر گارڈین آبزرور۔ وغیرہ میں مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے کامیاب کرے۔ آمین

احمدی بیگم

ایک معزز خاتون جو کئی سال سے مسلمان ہے۔ اور اب تک صرف ووکنگ میں کام کرنے والوں سے ملاقات رکھتی تھی۔ اتفاقاً سلسلہ احمدیہ کی خبر پاکر ایک احمدی بھائی کے ذریعے میرے پاس پہنچیں چند روز کی تبلیغ سے ان کو یقین ہو گیا کہ حقیقی اسلام وہی ہے۔ جو حضرت احمد نبی اللہ مسیح موعود نے دنیا کو پہنچایا۔ اور سلسلہ حقہ میں داخل ہوئیں ان کی درخواست بیعت اس رپورٹ کے ساتھ بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ بھیجی گئی ہے (پہنچ گئی ایڈیٹر) اس خاتون کا انگریزی نام مس اگید ہے۔ ووکنگ میں ان کا نام امینہ رکھا گیا تھا جس کے بدلنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن ان کے اصرار پر کہ سلسلہ احمدیہ میں ان کو نیا نام دیا جائے ان کا نام احمدی بیگم رکھا گیا ہے۔ وہ تعجب کرتی ہیں کہ باوجود اتنے سالوں کی ملاقات کے

خواجہ صاحب اور ان کے رفقاء نے انہیں اتنی بڑی شاندار برکت اور رحمت سے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دنیا کو دی ہے۔ بالکل بے خبر رکھا۔ مگر میں نے انہیں سمجھایا کہ وہ بیچارے معذور ہیں کیونکہ ان کو خرچ غیر احمدیوں سے آتا ہے اور غیر احمدیوں کو ناراض کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔

قاضی صاحب

برادرم قاضی عبد اللہ صاحب مشورہ احباب سے تبدیل ہوا کے واسطے پھر کنارہ سمندر ہیسٹنگز چلے گئے ہیں۔ اور اب واپسی ہند تک غالباً وہیں رہینگے۔ حسب مقدور وہاں کام بھی کر رہے ہیں۔ کچھ لٹریچر تقسیم کرتے ہیں۔ اور گذشتہ پیر کو ان کا ایک سوسائٹی میں لیکچر مقرر تھا۔ جو اُمید ہے۔ انشاء اللہ کامیاب ہوا ہو گا :

درخواست دعا

عاجز کی آنکھیں ابھی تک مرض گوہ سے بیمار ہیں۔ لکھنے پڑھنے کے کام سے تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ اور مجبوراً کچھ نہ کچھ کرنا پڑتا ہے۔ احباب کرام کے خطوط کی تعمیل میں بھی اسی واسطے التوا ہو رہا ہے۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ دعا کے ساتھ مدد کریں :

نیا ٹریکٹ

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریر سے ایک مضمون لے کر ایک ٹریکٹ چار صفحہ کا پندرہ ہزار کی تعداد میں چھپوایا گیا۔ جس پر قریباً تیرہ پونڈ خرچ ہوئے ہیں۔ یہ آج کل اس ملک میں تقسیم کیا جا رہا ہے۔ اگر احباب کو مطلوب ہو۔ تو ایک شلنگ کا پوسٹل آرڈر آنے پر پچاس رسالے ارسال کئے جائینگے۔ اور یہ رقم آیندہ کسی اور رسالے کے چھپوانے کے کام آسکتی ہے۔

محمد صادق عفا اللہ عنہ

۴ اسٹار سٹریٹ۔ لنڈن

یکم جولائی ۱۹۱۹ء

اشتہارات

احمدی جنتری ۱۹۲۰ء

احباب کو مژدہ ہو کہ احمدی جنتری ۱۹۲۰ء کا کام شروع کر دیا ہے، لایق احمدی احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر اپنے مفید اور کارآمد مضامین اور اپنے علاقہ کے احمدیت کے متعلق سال رواں کے اہم واقعات ارسال فرمادیں تو انشاء اللہ تعالیٰ نہایت شکریہ کے ساتھ درج کئے جاوینگے اور تاجروں کیلئے اشتہارات کا بہت اچھا موقعہ ہے۔ اُجرت فی صفحہ ۲ رقم پیشگی۔ الحمدللہ یہ مقبول عام احمدی جنتری ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو جاتی ہے۔

راقم۔ خاکسار محمد یامین تاجر کتب قادیان۔ مرتب احمدی جنتری

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ اور ست سلاجیت

ممیرے کی تصدیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے خلیفہ اول نے کی۔ اور سرمہ کی ترکیب انہوں نے ہی بتلائی ہے۔ اور فرمایا یہ سرمہ برائے امراض چشم بسیار مفید است۔ ممیرے کی قیمت فی تولہ ۱۰ اور سرمہ فی تولہ ۴

ست سلاجیت - فی تولہ ۸ - مقوی اعضائے رئیسہ۔ مشتہی طعام۔ قاطع بلغم و ریاح و دافع بواسیر دق۔ شیخوخیت۔ قاتل کرم شکم۔ مفتت سنگ گردہ اور درد مفاصل کے لئے مجرب ہے۔

المشتہر:- احمد نور کابلی تاجر مہاجر قادیان (گورداسپور)

سامان ہائے سکول و دفاتر کیلئے احمدیوں کا اپنا کارخانہ

احمدی بھائیوں کی خدمت میں جو کہ سکولوں یا دفاتر میں دسترس رکھتے ہوں۔ اطلاع دیجاتی ہے کہ کارخانہ ہذا میں حسب ذیل چوبی سامان بنکر تیار رہتا ہے۔

(۱) سنگل ڈیسک (۴) اسٹول
(۲) ڈبول ڈیسک (۵) لیکچر گیلیری
(۳) ٹیچر ڈیسک (۶) سائنس ٹیبل
(۷) سائنس الماری (۱۰) میپ سٹینڈ
(۸) ایوارنگ ریک شیلف (۱۱) بال فریم
(۹) میپ ریک (۱۲) فاسل باکس

بوقت ضرورت طلب فرمادیں۔

ملنے کا پتہ

ایم فیض احمد اینڈ سنز کشمیر سٹیٹ ورکس جموں توی

رفیق حیات

مایوس العلاج مریضوں کو سچی ہمدردی اور دیانتداری کے ساتھ مفت مشورہ دینے کے علاوہ علمی، طبی، اخلاقی علوم پر بحث کرنیوالا واحد ماہواری رسالہ ہے۔ جو ہر ماہ کی ۵ تاریخ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے۔ اطبا کو خصوصاً اور دوسرے اصحاب کو عموماً اس رسالہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اس کا سالانہ چندہ صرف عہ ہے۔ نمونہ کیلئے ۲ کے ٹکٹ آنے چاہیئں۔ ملنے کا پتہ:-

رفیق حیات قادیان (پنجاب)

چودھویں صدی کا نو ایجاد طریقۂ تعلیم

بچوں کو غلط طریقۂ تعلیم کے بُرے اثرات سے بچانے والا اور اُن کی بُنیادی تعلیم کو ٹھیک طور پر قائم کرنے والا مشہور و معروف اور مقبول خاص و عام قاعدہ یسّرنا القرآن اکیس سال سے رائج ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں چھپتا اور فروخت ہوتا ہے۔ اِس قاعدہ کے ذریعہ سے چار برس کا بچہ چھ مہینے میں نہایت آسانی کے ساتھ قرآن شریف ختم کر لیتا ہے اور ہر ایک اعراب دار تحریر کو پڑھ لیتا ہے اور اُسپر اردو پڑھنا بالکل آسان ہو جاتا ہے۔ اِس قاعدہ نے آیت وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ کے ایک پہلو کی صداقت کو ثابت کر دیا ہے۔ چونکہ یہ قاعدہ بچے کے وقت کو ضائع ہونیسے بچاتا ہے اسلئے جو حضرات مکتبوں کی حالت دیکھکر قرآن شریف کا پڑھانا سخت مشکل اور بہت عرصہ طلب کام سمجھے ہوئے ہیں اور اسلئے بچوں کو شروع میں ہی بغیر قرآن شریف پڑھائے سکول میں داخل کر دیتے ہیں اب وہ اِس قاعدہ سے فائدہ اٹھائیں اور جسطرح پیدا ہوتے ہی بچے کے کان میں اذان دیجاتی ہے اسیطرح پہلے چھ ماہ میں قرآن شریف ختم کروا کر پھر بچے کو سکول میں داخل کریں تاکہ پہلے قرآن شریف بچے کی روح اور جسم میں رچ جائے اور آیندہ بُرے اثرات سے محفوظ رہے۔ اِس قاعدہ کو پڑھکر پھر قرآن شریف کو اُستاد سے سبقاً پڑھنے کی حاجت نہیں رہتی۔ اگر آپ ایک دفعہ اِس قاعدہ کو دیکھ لیں تو پھر آپ آیندہ اپنے بچوں کو قاعدۂ بغدادی ہرگز نہیں پڑھائیں گے۔ قیمت فی قاعدہ ۲ - قادیان سے باہر کے تاجر صاحبان کیلئے فی روپیہ ۳ کمیشن۔

ملنے کا پتہ

دفتر قاعدۂ یسّرنا القرآن - قادیان - پنجاب

ممالک غیر کی خبریں

برطانیہ اور ایران کا عہد نامہ (۱۸ اگست - لنڈن) دارالعوام میں مسٹر سیسل ہارمسورتھ نے بیان کیا۔ کہ ایران کو ۲ لاکھ پونڈ قرضہ بشرح ۷ فیصدی دینے کی تجویز کی ہے تاکہ وہ مجوزہ اصلاحات پر عملدرآمد کر سکے۔ گورنمنٹ نے عہد کیا ہے کہ وہ ایران کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش میں امداد دیگی۔ یہ خبر بالکل بے بنیاد ہے کہ برطانیہ نے ایران کو مقبوضہ بنانے کی تجویز کی ہے۔ اور نہ ہی گورنمنٹ ایران اس کو منظور کر سکتی ہے۔ موجودہ عہد نامہ کی ترتیب میں وزارت ایران نے جو روش اختیار کی ہے۔ نیز شاہ ایران کا عنقریب سیاحت انگلستان اختیار کرنا ان الزامات کی کافی تردید ہے۔

عراق عرب کے مستقبل پر مسٹر مانٹیگو کا بیان (لنڈن ۱۸ اگست) ہوس آف کامنز میں مسٹر جے۔ ڈی۔ ریس کے جواب میں مسٹر مانٹیگو نے بیان کیا کہ عراق عرب کے متعلق صلح کی کانفرنس کا فیصلہ اسوقت تک ملتوی کیا گیا ہے۔ جب تک کہ تمام سابقہ سلطنت عثمانی کا فیصلہ نکیا جاوے۔

شاہ ایران کا سفر انگلستان ریوٹر کو معلوم ہوا ہے کہ برٹش ملٹری اور بحری حکام ایران کے بادشاہ کے آئندہ سفر۔ بحیرہ کیسپین اور کوہ قاف میں ہر قسم کی آسائش سہولیت وغیرہ پہنچانے کی کوششیں کرتے ہیں۔ باطوم سے قسطنطنیہ تک ایک جنگی جہاز شاہ موصوف کے حوالے کیا جائیگا۔ اور ایک دوسرا جنگی جہاز آئندہ سفر کے لئے اگر وہ پسند کریں۔ اسی انتظام میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ ماہ ستمبر اور اکتوبر بھیس بدل کر یورپ میں سفر کرینگے۔ اور آخر اکتوبر میں انگلستان پہونچیں گے شاہ کا عملہ حشم بہت کم ہوگا اور ساتھ کوئی بیگمات نہونگی

مفرور ترک (۱۸ اگست ۱۹۱۹ء۔ قسطنطنیہ) خلیل پاشا اور قطعی طلعت بے (جو انجمن اتحاد و ترقی کا ممتاز رکن ہے) کے فرار ہو جانے پر وزیر جنگ ناظم پاشا مستعفی ہو گیا ہے۔ اسکی جگہ شفیق پاشا سابق گورنر بصرہ مقرر ہوا ہے۔ شفیق پاشا نے اعلیٰ ترکی افسروں میں ہمہ گیر اصلاحیں کی ہیں۔ یقین کیا گیا ہے کہ مفرورین ارض روم میں پہونچنے کی کوشش کرینگے۔ انور پاشا کا بھائی نوری پاشا باطوم سے بھاگ گیا ہے۔

فرانس کی تعمیر جدید (پیرس ۱۸ اگست) ہواس ایجنسی کا بیان ہے کہ فرانسیسی گورنمنٹ نے فرانس کے تباہ شدہ علاقوں میں دو ہزار مکان تعمیر کرنے کا ٹھیکہ نیویارک کے ایک بڑے کارخانہ کو دیا ہے۔

مکسیکو کا قضیہ (لنڈن ۱۸ اگست) ریوٹر کو معلوم ہوا ہے کہ مسٹر کمنز جو شہر مکسیکو کے برطانوی مہتمم معاملات ہیں۔ اور جنہیں کارنزا نے شہر سے نکل جانے کا حکم دیا تھا۔ ابھی تک اسی شہر میں ہے۔ اس اثناء میں امریکہ اور فرانس کے قنصلوں نے کارنزا کے حکم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے۔

ترکی مظالم (سالونیکا ۱۹ اگست) کاکیشیا کے اردکشان ضلع کی بتیس ہزار یونانی آبادی کے نمائندوں نے مجلس صلح کو تار دیا ہے کہ ترکی سپاہی جن کا صدر مقام ارض روم ہے ہم کو لوٹ رہے ہیں۔ اور ہم پر مظالم کر رہے ہیں۔ اسلئے ہماری حفاظت کی جائے۔

جنگ افغانستان میں برطانوی نقصان (لنڈن ۱۹ اگست) مسٹر ٹرل کے سوال کا جواب دیتے ہوئے مسٹر مانٹیگو نے کہا کہ جنگ افغانستان میں جو برطانوی سپاہ کے آدمی مجروح یا ہلاک ہوئے ہیں۔ ان کی میزان ۷۴۷ ہے۔

ہندوستان کی خبریں

سخت زلزلہ منگل کی صبح کو رنگون میں سخت بھونچال آیا۔ بعض عمارات کو نقصان پہونچا اور کمیڈائن کے مشن سکول کو بہت صدمہ پہونچا۔

وبائی نزلہ کا زور صوبجات متحدہ کے کمشنر حفظان صحت اطلاع دیتے ہیں کہ غازی پور کے ضلع میں زمانہ اور سعید پور کی تحصیلوں میں وبائی نزلہ پھیلا ہوا ہے۔

تعزیری پولیس بموضع نبل ضلع راولپنڈی کے لئے وہاں کے باشندوں کی بدعنوانی کی وجہ سے تین سال کے لئے تعزیری پولیس کی تجویز منظور ہوئی ہے۔ رہتک کے ضلع میں کھدوالی اور نہی کے گاؤں میں بھی ایک سال کے لئے تعزیری پولیس متعین کی جائیگی

لاہور میں ہیضہ لاہور میونسپلٹی کی طرف سے اطلاع مظہر ہے۔ کہ ہیضہ کی وبائی بیماری سے ۱۶ اگست کو لاہور میں ۱۱ واردات اور آٹھ موتیں ہوئیں

افغان ڈکہ سے واپس چلے گئے شملہ ۱۸ اگست۔ مندرجہ ذیل پریس کمیونیک شائع ہوئی ہے کہ افغان افواج ڈکہ سے جلال آباد کو پسپا ہونی شروع ہوئی۔ اور خوست میں تمام دشمنوں کے لشکر منتشر ہو گئے۔ باجوڑ میں چند قبیلوں کے درمیان لڑائی شروع ہوئی۔ کرم کے شمال میں خاموشی ہے میران شاہ سے ایک چھوٹی سی فوج نے میران شاہ کے جنوب مشرق کے دیہات کے خلاف مزید تعزیری کارروائی ۱۷ اگست کو شروع کی۔ اور میرک سے بھی ایک دستہ نے بارد خیل کے نواح میں وزیری دیہات کو سزا دی۔ احمری دستہ کی تھوڑی سی مزاحمت ہوئی۔ مگر اس کو کچھ نقصان نہیں پہونچا۔ ڈاکوؤں کی بڑی جماعت نے ڈیرہ غازیخان کی شمالی سرحد کی چوکی سنگھوں کو لوٹ لیا ہے۔ ہمارا ذوب کا فوجی دستہ ۱۹ اگست

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)